ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

تمویلِ اسلامی میں قرض وادھار کی مختلف صورتیں اور ان پر ہونے والے اشکالات کا فقہی جائزہ

JURISPRUDENTIAL REVIEW OF THE DIFFERENT FORMS OF DEBT (LOANS) & DEFERRED PAYMENT IN ISLAMIC FINANCE AND A JURISPRUDENTIAL REVIEW OF THE PROBLEMS THAT OCCUR)

امداداللہ محمود*

ڈاکٹر عبدالرحمٰن خالد مدنی**

- پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر، شعبہ اسلامی فکر وتہذیب، یونیورسٹی آف منیجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور
- •• ڈائریکٹر سیرت چیئر، ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اسلامی فکر وتہذیب، یونیورسٹی آف منیجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور

Abstract

Debt (Loan) &Deferred Payment are the backbone of the Islamic banking system in Islamic financing, but there is a big difference between conventional banking and Islamic banking as to the source of money creation. Conventional Bank offers its clients direct cash (money) under Fractional Reserve Banking. While a non-interest bank lends to its client for the purpose for which the client is seeking a loan, it is possible to obtain the intended item indirectly instead of giving the loan directly in cash. They set the price as a sale or lease and thus deprive the worshiper of God deeds such as debt so as not to cause loss to the bank as the bank is actually a source of money creation although the solution to this loss exists in Islam which can be used as a legitimate alternative.
Therefore, in the light of the Qur'an and Hadith and Islamic jurisprudence, researching the basics of Islam and jurisprudential issues related to debt (Loan) and deferred payment, which are directly related to our daily economy and finances, is one of the sub-headings of my article.
Therefore, only the identification of interest problems related to the religion of loans and deferred payment and then in the Islamic banking system
The purpose is to analyse the prevailing gifts, lending, leasing, speculation, participation and all these other disciplines so that these problems can be easily understood in the Islamic banking system and a research review can be presented.

موجودہ مالیاتی نظام میں قرض اورادھار کا معاملہ بہت اہمیت اختیار کر چکا ہے اور بہت سے مالی معاملات اور لین دین کی بنیاد قرض وادھار پر ہوتی ہے۔ اسلامی مالیاتی نظام میں بھی بعض حالات میں قرض کی صورتیں ہمارے سامنے آتی ہیں اور ان پر فقہی اشکالات کیے جاتے ہیں ذیل میں انہی صورتوں اور ان پر ہونے والے اشکالات کا تجزیہ کرنا مقصود ہے۔

ثمن، قیمت اور دین کے مابین فرق:

خرید وفروخت کے معاملے میں "مبیع" (سودا، Subject Matter) کے مقابلہ میں جو معاوضہ ادا کیا جاتا ہے اس کو "ثمن" (Price, Cost, Value) کہتے ہیں۔ اور جو معاوضہ کسی شے کا بازار والے مقرر کریں وہ قیمت کہلاتا ہے، اور اسی ثمن یا قیمت کو جو کسی سامان کے عوض خریدار پر بطور ادھار واجب الاداء ہو اسے دین کہتے ہیں۔

"موسوعہ کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم" میں ہے۔

"الثّمن: في الانكليزية Price، cost، value۔۔۔ والحاصل أنّ مايقدّره العاقدان بكونه عوضا للمبيع في عقد البيع يسمّى ثمنا وماقدّره أهل السوق وقرّروه فيما بينهم وروّجوه في معاملاتهم يسمّى قيمة،۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ الخ"۔(1)

ترجمہ: "ثمن" کو انگلش میں Price، cost، value کہتے ہیں۔۔۔ اور حاصل یہ ہے کہ سودا کے اندر دونوں (بائع اور مشتری) عقد کرنے والے جس شے کا عوض طے کریں اس عوض کو ثمن کہتے ہیں اور جو نرخ بازار والے اپنے درمیان مقرر کریں یا جو نرخ ان کے معاملہ کرنے میں رواج پر ہو اسے قیمت کہتے ہیں۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

معلوم ہوا "ثمن " اور "قیمت "کے درمیان معمولی فرق ہے، کسی سامان کا بازار میں جو عام نرخ ہو اس کو "قیمت "کہتے ہیں اور تاجر (بائع) اور خریدار (مشتری) کے درمیان کسی سامان کا جو نرخ طے پائے، چاہے وہ بازار کے عام نرخ کے برابر ہو یا زیادہ اس کو "ثمن "کہتے ہیں اور جو ثمن (قیمت) کسی سامان کے عوض خریدار پر ادھار ہو اسے دین کہتے ہیں۔

قرض (Loan) اور دین (عرفی قرض ,Custom loan) میں فرق کی وضاحت:

قرض (Loan) اور دین (عرفی قرض,Custom loan) دونوں قریب المعنیٰ ایک دوسرے کے مترادف الفاظ ہیں جن میں معمولی فقہی فرق پایا جاتا ہے کیونکہ قرض میں جو مال مقروض کو دیا جاتا ہے اس کا مثلی ہونا شرط ہے۔

مال مثلی وہ مال کہلاتا ہے جس کا متبادل مال کا مارکیٹ یا بازار میں پایا جانا بغیر کسی کمی وبیشی کے ممکن ہو اس لئے مطلقاً مال مثل کا قرض، قرض عین کہلاتا ہے اور جب مالِ مثل کی صورت میں دیا ہوا قرض کسی وجہ سے مقروض کے پاس ضائع ہو جائے تو یہ مالِ مثل دین کی صورت میں عرفی قرض (Custom loan) کہلاتا ہے جس میں مدت کا مقرر کرنا لازم ہوتا ہے کیونکہ اب یہ قرض نہیں دین ہے جو کہ ادھار کے حکم میں ہے اور ادھار میں مدت کا مقرر کرنا شرط ہے اور اگر مدت کا تعین نہ ہو سکے تو کم سے کم مدت ادھار ایک ماہ متصور ہو گی۔"شرح المجلہ "میں ہے۔"اِذَا بَاعَ نَسِیئَۃً بِدُونِ بَیَانِ مُدَّۃٍ تَنْصَرِفُ اِلٰی شَہْرٍ وَّاحِدٍ فَقَط"۔(2)

ترجمہ: لازم ہے کہ ادھار کی مدت (طے کرنے) میں ادائیگی کا وقت اچھی طرح معلوم ہو۔ اگر ادھار کی مدت متعین نہیں کی گئی تو مدت ایک ماہ سمجھی جائے گی۔

الرافعی "المصباح المنیر "میں دین کی تعریف یوں کرتے ہیں۔" اَنَّ الدَّیْنَ لُغَۃً ھُوَ الْقَرْضُ وَ ثَمَنُ الْمَبِیعِ "(3)

ترجمہ: دین لغوی طور پر قرض (عرفی قرض) اور سامان کی قیمت کو کہتے ہیں۔

جبکہ قرض اور ادھار (نسیئہ، Deferred Payment) فقہی طور پر دو الگ الگ معاملے ہیں جن کے درمیان بنیادی اور غیر معمولی فقہی فرق ہے جس کی وضاحت آگے آئیگی۔ چنانچہ قرض کی خصوصیات درج ذیل ہیں۔

- قرض ایک مخصوص عقد کا نام ہے، جو مثل عاریت (Borrow to Make Use) وھبہ اور صلہ (احسان) ہے جس میں کسی قسم کا لین دین نہیں ہوتا اور مدت کا تعین لازم نہیں ہوتا۔
- قرض فقط اشیاء مثلی (ناپ تول اور گنتی کی اشیاء جس کا مثل بازار میں موجود ہو) میں ہوتا ہے۔
- مثلی اشیاء سے مراد وہ اشیاء جو بازار یا مارکیٹ میں ایک دوسرے کی مثل شمار کی جاتی ہوں جیسے سونا، چاندی، انڈے، اخروٹ وغیرہ، یا برانڈ میں ایک ہی قسم کے ٹیوب ٹائر اور برتن وغیرہ، یا ایک قسم کی ورائٹی اور کمپنی کے کپڑے، اور جوتے وغیرہ، یا ایک ہی قسم کی ورائٹی کی اشیاء یا ایک عنوان اور مواد پر مبنی تصنیف شدہ کتابیں وغیرہ۔
- قرض عین اس چیز کا نام ہے جس کا تعلق مال مثل (Common Goods/Fungible Goods) سے ہو اور اس وصف کا نام ہے جو کہ مقروض پر بطور ذمہ اس مال مثل کو جسے بطور قرض لیا اسی قرض کو اسی وصف کے ساتھ مقروض کا قارض کو بعینہٖ ادا کرنا آسان اور ممکن ہو۔
- قرض مالِ مثل میں واپسی کی شرط کے ساتھ مقروض کے پاس بطور ضمانت مال ہے جسے مقروض اپنے مصارف میں خرچ کر سکتا ہے اور ضائع ہونے کی صورت میں مقروض پر تاوان ہے اور انہی علامات کا نام قرض ہے۔ جبکہ امانت ضمانت کے حکم میں نہیں اس لئے قدرتی آفت سے مالِ امانت کے ضائع ہونے پر تاوان نہیں۔

قرض کے لغوی معنی دانتوں سے کاٹنے کے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں قرض صرف اس مال کو کہا جاتا ہے جو بحیثیت "جنس" (In Kind) اپنی ذات کے یا اپنی ذات کے مثل ہونے کے اعتبار سے واپسی کی شرط کے ساتھ کسی حاجت مند کو بغیر کسی طے شدہ مدت کے دیا یا لوٹایا جائے قرض کہلاتا ہے اور مطلقاً قرض کا اطلاق قرض حسنہ پر ہوتا ہے اور عرف عام میں ہر اس دین کو بھی قرض کہا جاتا ہے جو کسی مثلی شی کو مدت کے اندر واپسی کے ساتھ واجب الاداء ہو۔

صاحب "منتہی الادب" قرض کی تعریف میں اس شرط کا بھی اضافہ کرتے ہیں کہ قرض وہ ہے جس کی ادائیگی کے لیے مدت مقرر نہ کی گئی ہو(4)۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

دین کے لغوی معنی عرفی قرض(Custom loan)کے ہیں جو کسی مقروض پر اس کو دیئے گئے مالِ مثل(قرض کے مال)کو ضائع کر دینے کی وجہ سے اس کی موجودہ قیمت تاوان کی صورت میں بطور دین ادا کرنا واجب ہو۔

علامہ حصکفیؒ قرض اور دین دونوں کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے اپنی کتاب "الدر المختار" میں فرماتے ہیں، جس کا ترجمہ اور مفہوم "علامہ صمدانی "یوں پیش کرتے ہیں۔

" قرض وہ معاملہ ہے جس میں ابتداء میں کسی پر احسان اور تبرع کرتے ہوئے اسے کوئی مثلی چیز دی جاتی ہے تاکہ وہ اس کی مثل لوٹا دے اور جو چیز کسی معاملے (لین دین)کے نتیجے میں یا کسی کی چیز کو نقصان پہنچانے یا ہلاک کرنے وغیرہ کے نتیجے میں لازم ہوتی ہے،اسے "دین"(عرفی قرض)کہتے ہیں،اگرچہ اردو میں دین(عرفی قرض)کے لیے بھی قرض کے لفظ کا استعمال ہوتا ہے"(5)۔

قرض میں مدت کی تعیین:

اگر کوئی قرض کہ جس میں مدت مقرر ہو تو یہ دین ہے قرض نہیں جس کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے۔

"يَاأَيُّهَاالَّذِينَ آمَنُو اِذَاتَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوهُ وَلْيَكْتُبْ بَيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ"(6)۔

ترجمہ:اے ایمان والو!جب تم کسی معینہ مدت کے لئے دین کا معاملہ کرو تو اس کو لکھ لیا کرو۔

چنانچہ دین کا لفظ قرض کے مقابلہ میں عام ہے اور وہ ان تمام صورتوں اور معاملات کو شامل ہے،جن میں ایک شخص کی کوئی چیز دوسرے کے ذمہ واجب الاداء ہو یا کسی مال کے عوض باقی ہو یا کسی غیر متقوم(غیر قابل قیمتی جیسے انسانی جان اور عصمت)شیء کے بدلہ میں ہو۔(7)۔

نوٹ:مزید اس کی وضاحت "بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع،فصل فی بیان مایملک المکاتب:4/144" میں ملاحظہ فرمائیں۔

معلوم ہوا جب کوئی شخص کسی کو قرض بغیر سود کے معاملہ کے دے،تو وہ قرض حسنہ کہلاتا ہے اگرچہ اس کی واپسی میں مدت کی تعیین شرط نہیں لیکن دستور میں جو مدت مقرر کی جاتی ہے وہ اس قرض کی واپسی کو یقینی بنانے کی خاطر قارض(قرض دینے والے)کے لیے بطور اطمینان ایک انتظامی معاملہ ہے جو قرض حسنہ کی تعریف میں زیادتی یا اس کے منافی نہیں ہے اس لیے اس قرضہ حسنہ میں اگر قارض وقت مقررہ سے پہلے قرض کی جلد واپسی کا مطالبہ یا اس مقروض کی دیانت پر کفالہ(Guarantee)طلب کی جائے یا قرض دینے پر کوئی شی بطور رھن(Pledge)قارض کے پاس رکھی جائے یا بطور ضمانت کوئی تحریر لی جائے یا قرض کی مدت کو بغیر کسی جرمانہ یا نفع کے حصول کے بڑھایا جائے تو شرعاً قرض حسنہ میں ایسا کرنا جائز ہے۔حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

"بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع" میں علامہ کاسانی فرماتے ہیں۔

"وأما على أصل أبي يوسف فأما الكفالة فلأن جوازها لايستدعي قيام الدين للحال، بدليل أنه لو
كفل بما يذوب له على فلان جازت، وكذلك الكفالة بالدرك جائزة، وكذلك الرهن بدين لم يجب
جائز، كالرهن بالثمن في البيع المشروط فيه الخيار؛ ولأن الكفالة والرهن شرعا للتوثق، والتوثق
ملائم للأجر"(8)

ترجمہ:امام ابو یوسفؒ کا اصول یہ ہے کہ کفالت کے لیے دَین کا اس وقت موجود ہونا ضروری نہیں،اس کی دلیل یہ کہ جو دیون اس کے ذمہ مستقبل میں واجب ہوں گے اس کی کفالت جائز ہے،اسی طرح کفالت بالدرک(جیسے کوئی شخص کہے آپ فلاں چیز خریدیں اگر اس کا کوئی مستحق نکل آیا تو میں اس کا ذمہ دار ہوں)بھی جائز ہے،اسی طرح جو دین ابھی تک لازم نہیں ہوا اس کے بدلے بھی رہن رکھوانی جائز ہے،جیسے ایک ایسی بیع جس میں خیار شرط لگایا گیا ہو اس کے ثمن کے بدلے میں بھی رہن رکھوانا جائز ہے۔اس لیے کہ کفالہ اور رہن اعتماد و بھروسہ پیدا کرنے کے لیے ہوتا ہے،اور اعتماد اور بھروسہ اجرت کے مناسب ہیں.

قرض(Loan)اور دین(عرفی قرض،Custom loan)میں معمولی فقہی فرق مدت اور کسی شی کی قیمت کے متعین و مقرر کرنے کی صورت میں اس مال کی قیمت کی ادائیگی کا ہے جو فقط مال مثل میں قرض کی صورت میں بغیر مدت کے واپسی ہے اور بالفرض اگر مقروض قرض وقت پر ادا نہ کر

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

سکے تو ادائیگی کی تاخیر پر کوئی مالی جرمانہ یا مدت بڑھانے کا عوض مقروض سے وصول کرنا سود کے حکم میں ہے البتہ قرض اور دین پر اجر عند اللہ برابر ہے جس کا تفصیلی ذکر اور ثبوت قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ قرآن مجید میں سورہ بقرہ کی آیت نمبر 282/280 ملاحظہ فرمائیں۔

خلاصہ کلام: قرض ذاتی احتیاجات کی خاطر لیا گیا وہ مالِ مثل ہے جو واپس کرنے کی شرط پر مقروض کو دیا جائے چاہیےجائیکہ قرض کا لفظ استعمال نہ کیا گیا ہو اور مطلقاً قرض کو واپس کرنے میں حکم قرض حسنہ کا ہے جو مقروض کی آسودہ حالت تک غیر معین مدت کے لیے دیا جاتا ہے لیکن عام طور پر قرض کو واپس کرنے کی مدت مقروض پر قارض کی طرف سے مقرر کی جاتی ہے جو ایفاءِ عہد کے تحت مقروض پر اس مالِ مثل کو مقررہ وقت پر ادا کرنا واجب ہے اور عدم ادائیگی کی صورت میں مقروض وعدہ خلافی کے مرتکب ہونے پر گناہ گار ہے اور غنی ہونے کی صورت میں "مطل الغنی ظلم" کی حدیث کے تحت ظالم ہے اور حکومت وقت شہری کے تحفظِ مال وجان کے آئینی و قانونی حق کو استعمال کرتے ہوئے جب تک غنی مقروض، قارض کو مالِ مثل یا اس کی قیمت ادا نہ کرے مقروض کے لئے قید وبند اور قرقی ءجائیداد کی تعزیری سزا مقرر کرے۔ اور جہاں تک قرض کی ادائیگی میں ایفاء عہد کے تحت مدت کو مقرر کرنے کا تعلق ہے، قرض کو وقت پر ادانہ کرنے کی صورت میں مقروض پر کسی قسم کا مالی جرمانہ عائد نہیں کیا جاسکتا اور قارض بھی وقت مقررہ سے پہلے اپنا قرض ، مقروض سے کسی بھی وقت قرضہ کے لوٹانے کا مطالبہ کر سکتا ہے کیونکہ قرض کی مدت بڑھانے پر قرض پر مالی جرمانہ یا مدت کے کم کرنے کی صورت میں قرض کے مال کی مقدار کو کم کرکے لوٹانا دراصل مدت پر معاوضہ ہے اور مدت پر معاوضہ قرض کے اندر سود کے حکم میں ہے۔

دَین کا اطلاق قرض میں دئے گئے مالِ مثل کے ضائع ہونے کی صورت میں یا کسی مال کی موجودہ قیمت کو طے کرنے کے بعد مقررہ مدت پر ادا کرنے کا نام ہے اس لئے دین مقررہ مدت کے اندر ادائیگی اور اس کی ذمہ داری کو کہتے ہیں خواہ یہ ادائیگی تجارتی قرضہ کی صورت میں ہو یا ذاتی قرضہ کی یا کسی اور حوائج کی خاطر ہو۔

قرض اور ادھار کے درمیان فرق:

قرض (Loan) اور ادھار (نسیئۃ، Deferred Payment) کے درمیان بنیادی اور غیر معمولی فقہی فرق کا وضاحت کے ساتھ جائزہ پیش خدمت ہے۔ قرض کی تفصیل دین کے عنوان میں تفصیل سے گزر چکی ہے۔ چنانچہ ادھار کی درج ذیل خصوصیات ملاحظہ فرمائیں۔

- ادھار (Deferred Payment، نسیئۃ) میں لین دین ہوتا ہے جبکہ قرض میں کسی قسم کا لین دین نہیں ہوتا۔
- ادھار (Deferred Payment، نسیئۃ) بطور بیع (خرید و فروخت) ہے۔ جبکہ قرض بطور عاریت (Borrow to Make Use، ھبہ) اور صلہ (احسان) ہے۔
- ادھار (نسیئۃ، Deferred Payment) میں خرید و فروخت یعنی لین دین کو دخل ہے اس لئے مدت کا تعین شرط ہے، جب کہ قرض کو مشروط بالتاجیل (مدت کے ساتھ مقرر) کرنا اس لئے درست نہیں کیونکہ قرض میں لین دین کا دخل نہیں۔
- قرض عاریت (Borrow to Make Use، ھبہ) کے ساتھ مشابہ ہے چونکہ قرض ابتداءً صلہ (احسان) ہے اور انتہاءً (آخر) میں معاوضہ ہے پس ابتداء کا اعتبار کرتے ہوئے اس میں احساناً (مدت کا مقرر کرنا) لازم نہیں اور انتہائی حالت کا اعتبار کرتے ہوئے تاجیلاً (میعاد یعنی مدت کا مقرر کرنا) صحیح نہیں۔
- ادھار میں مدت کا تعین شرط ہے اگر مدت کا تعین کسی وجہ سے نہ ہوسکے تو کم سے کم مدت ادھار ایک ماہ متصور ہوگی۔

ادھار اور قرض کی آسان تعریف اس مثال سے ملاحظہ فرمائیں۔ مثلاً ایک شخص کوئی چیز خریدتا ہے تو اس کے پاس رقم نہیں اب اگر یہ رقم بطور رسید سونے یا چاندی کی خرید و فروخت کے بدلہ مقررہ مدت تک مقرر کی جائے تو یہ بدل قرض (عرفی قرض کے تحت ادھار) کہلائے گی جس میں پھر بعد میں کوئی کمی وبیشی نہ ہوگی اور مدت کے متعین ہونے کی وجہ سے بحکم ادھار ہوگی یا کسی مشین یا سامان کو بیچنے کے بدلہ جو رقم مقرر ہو تو ایسی صورت میں اب یہ رقم قرض (Loan) نہیں کہلاتی بلکہ ادھار کہلاتی ہے۔

ادھار میں لازم ہے کہ ادھار کی مدت (طے کرنے) میں ادائیگی کا وقت اچھی طرح معلوم ہو۔ بالفرض اگر ادھار کی مدت متعین نہیں کی گئی تو ادھار لین دین کی مدت کم سے کم ایک ماہ سمجھی جائے گی۔ یا بصورت دیگر افہام وتفہیم سے مقرر کی جائے گی۔

"شرح المجلہ" میں ہے۔ "اِذَا بَاعَ نَسِیئَۃَ بِدُوْنِ بَیَانِ مُدَّۃٍ تَنْصَرِفُ اِلٰی شَہْرٍ وَّاحِدٍ فَقَطْ"(9)۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

ترجمہ: جب کسی شی کی خرید و فروخت کرنے میں ادھار کی مدت متعین نہیں کی گئی تو ادھار لوٹانے کی مدت ایک ماہ سمجھی جائے گی۔

چنانچہ ادھار (نسیئۃ، Deferred Payment) اور قرض (Loan) کے درمیان فقہی فرق کو سمجھنے کے لئے اس کی آسان تعریف اس مثال سے ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث " كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً فَهُوَ رِبًا " کی وضاحت:

اس حدیث کی مکمل سند حضرت علی سے یوں مروی ہے۔

"عَنْ عُمَارَةَ الهمدانی قال سمعت علیا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ یقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً فَهُوَ رِبًا"(10.)

ترجمہ: حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے علی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس قرض پر نفع کا حصول ہو وہ قرض، سود پر ہے۔

اس حدیث کی سند کے بارے میں مختلف کتب احادیث میں محدثین کی مختلف آراء ہیں جن کے نزدیک یہ حدیث غیر ثقہ راوی کی وجہ سے ضعیف ہے مگر محدثین کے تسلیم شدہ قاعدہ کے مطابق جس حدیث کی سند دوسری اسناد احادیث سے صحابہ اور ائمہ و مجتہدین کے اقوال سے معنیً اور درایتاً تلقی بالقبول یعنی قابلِ قبول کا درجہ رکھتی ہو تو وہ ضعیف حدیث بھی قابل استدلال ہے جس کی صراحت امام بیہقیؒ نے موقوف روایات کے راویوں کے تحت حضرت عمر، حضرت عبداللہ بن مسعود، ابی بن کعب، عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن سلام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کی ہے اور ائمہ و مجتہدین میں امام سیوطیؒ، امام مالکؒ، ابن حجر عسقلانیؒ اور ابن جوزیؒ نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔(11)

مثلی اشیاء اور غیر مثلی اشیاء کے قرض اور ادھار کی صورت میں سودی اشکالات کا تحقیقی جائزہ:

عام طور پر مثلی اشیاء میں قرض کی صورت میں یہ اشکال کیا جاتا ہے کہ جب مثلی اشیاء میں لوگوں کا آپس میں قرض کرنا جائز ہے تو پھر صرافہ بازار میں زرگروں کا ان مثلی اشیاء سونا اور چاندی کے قرض یا ادھار میں ممانعت کیوں؟ حالانکہ زرگر دوکانداروں کا سونا چاندی میں قرض کا لین دین کرنا عملاً عام لوگوں کے قرض کرنے سے مختلف نہیں جو فقط ظاہری الفاظ کے ہیر پھیر کے سوا بظاہر کوئی فرق نظر نہیں آتا لیکن بیع النسیئۃ کے حکم کے تحت زرگروں کا قرض یا ادھار کرنا حرام ہے۔

اشکال کے جواب دینے سے قبل تمہیدی طور پر یہ جاننا ضروری ہے۔ کہ مثلی اشیاء اور غیر مثلی اشیاء اور متقارب و غیر متفاوت اشیاء کی شناخت اور ان کے فقہی احکام کیا ہیں۔

مثلی اشیاء کی طرح وہ اشیاء کہ جن کی مختلف وحدتوں (افراد) میں باہم کافی تفاوت (فرق) ہوتا ہے، ان کو "قیمی" "غیر مثلی اشیاء کہا جاتا ہے، جن کا ثمن (قیمت) مقرر کیا جاتا ہے، جیسے جانور، تربوز، اور سیب وغیرہ"۔([12])

مالِ مثلی یا اشیاءِ مثلی کے ضمن میں عبادہ ابن صامتؓ کی مشہور حدیث کے تحت جو فقہی قاعدہ معروف و مشہور ہے اس کے تحت "جنس" (In Kind) اور "قدر" (In Value) کی بنیاد پر ان دو میں سودا دست بدستی (فوری) کیا جائے یعنی ان اشیاء میں سودا بغیر کسی ادھار (نسیئۃ، Deferred Payment) کے کرنا شرط ہے چاہے جائیکہ آپس میں تبادلہ والی اشیاء مختلف "جنس" (In Kind) کیوں نہ ہوں، البتہ "مختلف الجنس" (In Different Kind) ہونے کی صورت میں ان کے درمیان کمی و بیشی سے فوری تبادلہ کرتے ہوئے سودا کرنا جائز ہے۔ عبادہ بن صامت کی حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

"عن عبادۃ بن الصامت، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: الذھب بالذھب، والفضۃ بالفضۃ والبر بالبر، والشعیر بالشعیر، والتمر بالتمر، والملح بالملح، مثلا بمثل، سواء بسواء، یدا بید، فإذا اختلفت ھذہ الأصناف، فبیعوا کیف شئتم، إذا کان یدا بید"(13)۔

ترجمہ: عبادۃ بن صامت (رض) سے روایت ہے فرمایا! کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! کہ سونے کے بدلے سونا، چاندی کے بدلے چاندی، گندم کے بدلے گندم، جو کے بدلے جو، کھجور کے بدلے کھجور، نمک کے بدلے نمک بیچنا چاہو تو برابر وزن کے ساتھ دست بدست (فوری تبادلہ کے ساتھ) ہو، پس (دونوں طرف) اگر تبادلے میں جنسیں مختلف ہوں تو جیسے چاہو بیچو (یعنی کم و بیشی سے) مگر سودا دست بدست (فوری تبادلہ کے ساتھ نقد ہو ادھار سے نہ ہو)

معلوم ہوا مال مثلی یا اشیاء مثلی کی خاص مقدار اور اسی "جنس" (In Kind) کی دوسری مثل کی مقدار شے میں قرض تو جائز ہے مگر خرید و فروخت کی صورت میں ایک جنس کے تبادلہ میں کمی و بیشی سے سودا نہ ہو اور اگر جنس آپس میں مختلف ہوں تو سودا دست بدست (فوری) ہو اور ان مثلی اشیاء میں قرض

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

کی صورت میں واپسی کی صورت میں کوئی کمی وبیشی نہ کی جائے ورنہ کمی وبیشی کی صورت میں سود ہے اور اسی طرح عددی اشیاءِ متقارب یا غیر متفاوت (ایک ہی حجم میں قریب قریب گنتی والی اشیاء کہ جن کی آپس میں کمی بیشی کے اعتبار سے زیادہ فرق نہ ہو) اور اس کے افراد میں قابل لحاظ تفاوت یعنی فرق نہ ہو جیسے کرنسی، اخروٹ، انڈے یا آج کل کے بننے والے شیشے کے گلاس یا کپڑے جو ایک وصف اور کوالٹی (قسم) کے ہوں اور چینی کی پیالیاں وغیرہ، ان کو کتب فقہ میں "عددی متقارب" سے بھی تعبیر کیا گیا ہے وغیرہ ان میں قرض جائز ہے۔

جبکہ غیر مثلی اشیاء جو مثلی نہیں اور متفاوت ہیں کہ جن کے آپس میں کمی وبیشی کے اعتبار سے واضح فرق ہو یعنی قیمی (قیمت والی) ہوں، ان کی مثال جیسے جانور، ایندھن اور سامان خانہ وغیرہ ہیں کیونکہ ان کی "جنس"(In Kind) کی دوسری مثل (صورت) کی مقدارِ شے میں باہم تفاوت (واضح فرق ہوتا) ہے جس سے اس کا متبادل واپس کرنا ناممکن ہوتا ہے اس لیے ایسی اشیاء غیر مثلی کی قیمت مقرر کی جاتی ہیں جسے قیمت کے تعین کے بغیر ان اشیاء کو بعینہ قرض پر دینا ناجائز ہے۔

چنانچہ اب اس بنیادی تلخیصی تمہید کے بعد دیئے گئے اس اشکال کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

قرض (Loan) کا اطلاق چونکہ مثلی اشیاء (Common Goods/ Fungible Goods) پر ہوتا ہے لہٰذا مثلی شے یا تو نقدی کی شکل میں ہوگی یا کسی ایسے مال کی شکل میں ہوگی کہ جس کے مثل کا بازار میں پایا جانا ضروری ہے۔

سونا چاندی کے قرض کی مثال ایسے ہے جیسے نقدی یعنی کرنسی یا مال مثلی کو اگر قرض پر دیا جائے تو جائز ہے بعینہ سونا چاندی کے قرض میں بھی یہی حکم ہے، لیکن اس مالِ مثل کی واپسی میں نہ اس کی قیمت کو بڑھا سکتے ہیں اور نہ کم کرسکتے ہیں یعنی قیمت کا سرے سے اعتبار ہی نہیں چاہے اس کی مارکیٹ ویلیو (قیمت) میں فرق کیوں نہ آجائے، اسی وزن اور مقدار سے بغیر کمی وبیشی کے لوٹانا واجب ہے، ورنہ قیمت کے اعتبار کرنے کی صورت میں یہ تعینِ مدت کے عوض کمی وبیشی کرنا ہے جو کہ ناجائز ہے۔ بلکہ بعض مرتبہ صریحاً سود بھی ہو جاتا ہے۔

معلوم ہوا شرعی طور پر مالِ مثل میں قرض کرنا جائز ہے اور مثلی اشیاء کے قرض کی ادائیگی کے اعتبار سے یہ بات شرط ہے کہ اس کی واپسی میں "قدر" کا ہونا ضروری ہے یعنی وہ مقدار جس مقدار پر قرض دیا گیا نہ کہ قرض دینے کے وقت اس مالِ مثل کی مقدار کی قیمت مراد ہو کیونکہ مالِ مثل میں قیمت گھٹتی بڑھتی رہتی ہے اس لئے اموالِ ربویہ (سودی اشیاء) میں شریعت نے حقیقی مماثلت (برابری) کے ساتھ قرض کی ادائیگی کو شرط قرار دیا ہے ورنہ مقدار سے ہٹ کر اگر قیمت کا اعتبار کیا جائے تو اس سے مجازفۃ (اندازہ) لازم آئے گا جو کہ قیمتوں کے اشاریئے ہیں جس سے اموال ربویہ میں کمی وبیشی کے آنے کا غالب امکان ہے جو عام لوگوں میں قرض سے بدل کر رباء النسیئۃ (ادھار کی بیع) کے مشابہ ہو جائے گا اس لئے شرعاً اموالِ ربویہ میں بغیر کمی وبیشی کے تبادلہ کے ساتھ قرض کرنا ضروری ہے، جب کہ زرگروں (سناروں) کا باہم سونا چاندی کا بظاہر قرض لیکن حقیقتاً عند الفقہاء بیع النسیئۃ کے تحت ادھار پر سونے چاندی کی خرید وفروخت اور لین دین کرنا سود ہے جس فرق کو آگے وضاحت سے ذکر کیا جائے گا۔

چنانچہ لوگوں کا سونا یا سونے کا زیور قرض میں لینا دینا جائز ہے اس میں ربوا بالنسیئۃ کا اطلاق نہیں ہوتا کیونکہ قرض کے اس عمل میں مبادلۃ الجنس بالجنس یا مبادلۃ الجنس بغیر الجنس کے تحت خرید وفروخت مراد نہیں جب کہ زرگروں کے ہاں سونا چاندی کو بظاہر قرض کے نام سے لینا دینا اس لئے جائز نہیں کیونکہ زرگروں نے سونا چاندی خرید وفروخت ہی کی صورت میں رکھا ہوتا ہے کہ جس میں باقاعدہ خرید وفروخت یا مبادلہ یا معاوضہ کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں جبکہ عام لوگوں میں سونا چاندی کو قرض پر لینے دینے کی صورت میں ایسے الفاظ کا استعمال نہیں ہوتا۔

اسی طرح گندم یا جو وغیرہ جو کہ اشیاء مثلی ہیں جن کا عام لوگوں میں قرض پر دینا جائز ہے لیکن جب واپسی کا وقت آئے گا تو جتنی مقدار میں قرض دیا گیا ہے اتنی ہی مقدار میں لوٹانا ضروری ہے خواہ قیمت بڑھ چکی ہو یا کم لیکن آڑتیوں کے مابین جو تبادلہ ہے وہ بطور ادھار بیع ہے جو بیع نسیئۃ کے تحت سود ہے جیسے زرگروں کے مابین کیونکہ عرف میں زرگر اور آڑتی قرض کی حیثیت سے اس مالِ مثل کو نہ لیتے ہیں اور نہ دیتے ہیں بلکہ ان کی مراد ادھار پر بیع مراد ہوتی ہے جو قرض کے حکم سے خارج ہے اور اشیاء ربویہ ستہ میں ان اشیاء کا ادھار "ربا بالنسیئۃ" کے تحت سود ہے۔ ادھار کا تفصیلی ذکر آگے آئے گا۔

علامہ صابونی کی تصنیف "فقہ المعاملات" کی اردو شرح "جدید معاملات کے شرعی احکام" سے حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

"ونص الفقھاء علی ان قرض المکیل والموزون جائز، کاستقراض الحب والشعیر، والتمر والزبیب وکاستقراض السمن والزیت وکل مایکال ویوزن، واما مالا مثل لہ فلایجوز اقراضہ کالآنی،

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

والجواھرات، وھذا مذھب ابی حنیفہ"(14)۔

ترجمہ: اور فقہاء نے نص پیش کی ہے کہ کیلی اور موزونی اشیاء کا قرض جائز ہے (یعنی ان کے وزن کے تعین کے ساتھ یا پھر ان کی قیمت کو بطور ادھار (نسیئۃ، Deferred Payment) متعین کرنے کے ساتھ جیسے دانے اور جو، کھجور اور کشمش، اور اسی طرح گھی اور تیل اور ہر وہ شی جو ماپی اور تولی جاتی ہے (ان اشیاء کو قرض یا ان کی قیمت کو بطور ادھار متعین کیا جاسکتا ہے لیکن ان میں لین دین یعنی

خرید و فروخت قرض یا ادھار (نسیئۃ، Deferred Payment) کی صورت میں جائز نہیں) اور وہ چیزیں کہ جن کا مثل (بازار) میں نہیں پس ایسی غیر مثلی اشیاء کا قرض جائز نہیں جیسے برتن (جو کہ مشینی ایک برانڈ کے نہ ہوں) اور جواہرات، اور یہ مذہب ابو حنیفہؒ کا ہے۔

لیکن شوافع اور حنابلہ غیر مثلی اشیاء کے قرض میں احناف کے مسلک سے اختلاف کرتے ہیں ان کے نزدیک غیر مثلی اشیاء کا قرض جائز ہے اور قرض لوٹانے کی صورت میں اس کی قیمت لوٹانا واجب ہے۔

"واجاز الشافعیۃ والحنابلۃ اقراض مالا مثل لہ اذا کان معروف القیمۃ فیجب رد القیمۃ"(15)۔

ترجمہ: شوافع اور حنابلہ کے مذہب میں غیر مثلی اشیاء کا قرض جائز ہے اور ایسے مال کی واپسی میں اس کی معروف قیمت کے ساتھ رد کرنا واجب ہے (یعنی جب وہ غیر مثلی شی موجود نہ ہو تو اس کی معروف قیمت کا اعتبار ہو گا)۔

معلوم ہوا قرض کا اطلاق چونکہ مالِ مثلی میں ہوتا ہے لہٰذا مثلی اشیاء یا تو نقدی کی شکل میں ہوں گی یا کسی ایسے مال کی شکل میں ہوں گی کہ جس کا مثل بازار میں موجود ہو گا۔ چنانچہ اس لئے غیر مثلی (قیمی جن کا مثل بازار میں موجود نہ ہو) اشیاء کہ جسے ہاتھ یا گز سے ناپا جاتا ہو یا وزن کرنے کے ذریعے تولا جاتا ہو اسے عند الفقہاء مثلی نہیں کہا جاتا چنانچہ ایسے مال غیر مثلی کو قیمی کہتے ہیں کہ جس کو قرض پر نہیں دیا جاسکتا بلکہ ایسے مال کی قیمت کو مقرر کرتے ہوئے ادھار (نسیئۃ، Deferred Payment) کیا جائے اور اس ادھار قیمت کو قابل واپسی ٹھرایا جائے گا نہ کہ اصل مال کو، جیسے کپڑے کا کپڑے کے بدلہ قرض ناجائز ہے۔

بہر حال مدت کے تعین کے اعتبار سے کمی و بیشی کرنا یہ اموال ربویہ میں بیع النسیئۃ کے تحت ادھار کی صورت میں حرام ہے۔ جیسا کہ صراف (زرگر) دوکانداروں کا سونے چاندی کو ادھار (نسیئۃ، Deferred Payment) پر بیچنا ربوا النسیئۃ / ربوا الجاہلیہ (Interest in Deferred Payment) کے تحت سود ہے۔

چنانچہ "رد المحتار علی الدر المختار" کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

"(فَیَصِحُّ اسْتِقْرَاضُ الدَّرَاھِمِ وَالدَّنَانِیرِ وَکَذَا) کُلُّ (مَا یُکَالُ أَوْ یُوزَنُ أَوْ یُعَدُّ مُتَقَارِبًا فَصَحَّ اسْتِقْرَاضُ جَوْزٍ وَبَیْضٍ) وَکَاغَدٍ عَدَدًا (وَلَحْمٍ) وَزْنًا وَخُبْزٍ وَزْنًا وَعَدَدًا کَمَا سَیَجِيءُ (اسْتَقْرَضَ مِنْ الْفُلُوسِ الرَّائِجَةِ وَالْعَدَالِي فَکَسَدَ تْ فَعَلَیْهِ مِثْلُهَا کَاسِدَةً) وَ(لَا) یَغْرَمُ (قِیمَتَهَا)............وَعِنْدَ الثَّالِثِ قِیمَتُهَا فِي آخِرِ یَوْمِ رَوَاجِهَا وَعَلَیْهَا الْفَتْوَى"(16)۔

ترجمہ و مفہوم: درہم و دنانیر کو قرض کرنا صحیح ہے اور اسی طرح ہر وہ شی جسے ماپا یا تولا جاتا ہو یا عددی متقارب ہوں یعنی ان اشیاء کے درمیان معمولی تفاوت (فرق) ہو جیسے اخروٹ اور انڈے اور ایک ہی قسم کے کاغذ گن کر اور گوشت وزن شدہ اور روٹی وزنی گن کر ان میں قرض کرنا جائز ہے۔ مروجہ رائج الوقت فلوس (پیسے) سکوں میں قرض صحیح ہے اور کھوٹے سکوں میں ان پر ان کی مثل قرض میں کھوٹے سکے ہیں اور اس میں ان کی قیمت کا تاوان نہیں۔۔۔ الخ

لہٰذا اگر سونا، چاندی جس مقدار میں بطور قرض لیا گیا تھا اتنی ہی مقدار میں لوٹانا از روئے شریعت لازم ہے، چنانچہ مارکیٹ میں سونے کی قیمت کے اتار چڑھاؤ سے مثلی اشیاء میں دیئے گئے قرض کے مال کی قیمت کے کم یا زیادہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

خریدار (مشتری) فروخت کنندہ (بائع) سے سامان (عروض) خریدنے کے بعد اس کی قیمت فوری ادا نہ کرے تو وہ قیمت ادھار کے حکم میں دین کہلاتی ہے اور عروض کے علاوہ ثمن یعنی سونے اور چاندی کی قیمت کو اگر فوری ادا نہ کیا جائے تو اس کی قیمت بدل قرض (ادھار) کہلاتی ہے۔

معلوم ہوا کہ ادھار اور قرض کے احکام میں بنیادی فرق آپس کے لین دین کا ہے فلھذا اس مال مثل سونا یا چاندی کے زیور یا بر کس کے ضائع ہو جانے کی صورت میں یا تو اس کی مقدار کے برابر سونا یا چاندی لوٹانا ہو گا یا قرض کے ضائع ہونے کی صورت میں بصورت دین اس کی موجودہ قیمت لوٹائی جاسکتی ہے۔

سونا اور چاندی کے قرض اور ادھار میں عرف کا اعتبار:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

اسلام نے "عرف" کی حیثیت کو قدیم رسم ورواج کی قانون سازی کے لئے ایک معیار اور ماخذ قرار دیا ہے اس لئے اسلام نے بعض فروعی احکامات میں عرف وعادت کو تسلیم کیا ہے، کیونکہ اللہ تعالی بندوں کے ساتھ آسانی کا ارادہ رکھتے ہیں اور وہ بندوں کو مشکل میں نہیں ڈالتے۔ چنانچہ قران مجید فرقان حمید میں عرف پر عمل کرنے کے بارے میں درج ذیل آیات عرف پر عمل کرنے کے جواز کو ثابت کرتی ہیں۔

"وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ"۔(17)

ترجمہ:اور خوشحال شخص اپنی حیثیت کے مطابق اور غریب آدمی اپنی اوقات کے مطابق عرف پہ عمل کرتے ہوئے (اپنی مطلقہ عورت) کو ہدیہ دے یہ احسان کرنے والوں کے لئے ایک ضروری حق ہے۔

"وَمَن كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَن كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ"-(18)

ترجمہ:جومال دار ہوں تو وہ (یتیم کا مال کھانے سے) اپنے آپ کو نہایت دور رکھیں اور اگر وہ محتاج ہیں تو عرف کے مطابق معروف طریقے سے (یتیم کے مال سے) کھالیں۔

فقہاء نے معاشرے کے رسم ورواج میں عرف کے مطابق کسی معروف طریقے کو جو شریعت سے متصادم نہ ہو بطور نص فقہی اصول کے طور پر مانا ہے چنانچہ "رد المحتار" اور "القواعد الفقہیہ لابن الزرقاء" میں مرقوم ہے۔

"الْمَعْرُوفُ عُرْفًا كَالْمَشْرُوطِ نَصًّا"(19)

ترجمہ:جو چیز عرف سے ثابت ہو وہ اس شرط کی طرح ہے جو نص سے ثابت ہو۔

"المعروف عرفا كالمشروط شرطا"-(20)

ترجمہ:جو چیز عرف سے ثابت ہو وہ اس شرط کی طرح ہے کہ جس کا شرط کی طرح ہونا ضروری ہو۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے "حجۃ اللہ البالغہ" میں عرف کو تشریعی امور میں اصل شریعت (نص) قرار دیا ہے۔

"ھی مادۃ تشریعیۃ"(21)

ترجمہ:عرف تشریعی مادہ ہے یعنی نص کا درجہ رکھتا ہے۔

"اسلامی فقہ کے اصول ومبادی" کے حوالہ سے "عرف" کی نہایت آسان اور واضح تعریف امام غزالیؒ کے قول سے ملاحظہ فرمائیں۔

"عرف وعادت یہ ہے کہ کوئی فعل یا طریقہ عقلی طور پر لوگوں کے نفوس میں اس طرح جاگزیں ہو جائے کہ فطرتِ سلیمہ اسے قبول کر لے اور اسلامی دنیا کے سلیم الطبع لوگ اس کے عادی ہو جائیں بشرطیکہ وہ نصِ شرعی کے برخلاف نہ ہو"۔(22)

عرف کے قبول ہونے کی شرائط:

"منظومۃ القواعد الفقہیہ" میں علامہ عبد الرحمان السعدیؒ لکھتے ہیں۔

"والعرف لابد لہ من شروط حتی نعملہ، وشروط العرف أربعۃ شروط:

أولھا: إن یکون العرف مطرداً غالباً بحیث لایکون مضطرباً؛----------------

والشرط الثاني: أن یکون العرف غیر مخالف للشریعۃ، فالمخالف للشریعۃ لا عبرۃ بہ،---------------

الشرط الثالث: أن یکون العرف سابقا غیر لاحق،------------------------------

والشرط الرابع: ألا یوجد تصریح یخالف العرف، فإذا وجد تصریح یخالف العرف فالعبرۃ بالتصریح لا بالعرف،---------------------------الخ".(23)

عبارات بالا کا خلاصہ یہ ہے کہ عرف پر عمل کرنے کے لئے چند شرائط کا ہونا ضروری ہے اور وہ شرائط کل چار ہیں۔

1۔وہ عرف معاشرے میں عام اور غالب ہو۔یعنی لوگ اپنے روزمرہ معاملات میں اپنی فطرت سلیمہ کے تحت ان کے عادی ہو چکے ہوں اور وہ اپنے فیصلے اسی عرف کے تحت کرتے ہوں۔

2۔وہ عرف منصوص حکم کے معارض نہ ہو۔یعنی وہ کسی قرانی نص یا حدیث متواترہ کے حکم شریعت کے خلاف نہ ہو۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

3۔روز مرہ معاملات کے فیصلہ کرنے یا حکم کرنے کے وقت وہ عرف موجود ہو۔لوگوں نے اسے ترک نہ کیا ہو۔

4۔معاشرے میں اس عرف کو ایسا مقام حاصل ہو کہ اس کا کرنا امر ضروری ہو۔یعنی جائز ضرورت اور سہولت کے تقاضہ کو چاہتے ہوئے کسی فاسد عمل یا مکروہ رسم کے تحت اس عرف کا استعمال نہ ہو۔

عرف کی تعریف سمجھنے کے بعد اب ہم سونے چاندی اور نقدی (کرنسی) میں قرض وادھار کے اس اشکال کی طرف آتے ہیں کہ نقدی یعنی کرنسی قرض ہو یا مال مثلی سونا چاندی قرض ہو تو جائز ہے اس شرط کے ساتھ کہ جس میں کمی وبیشی نہ ہو لیکن اس مال مثلی سونا چاندی کو اگر قرض کی بجائے لین دین کرنے کی صورت میں ادھار کیا گیا تو ناجائز ہے کیونکہ لین دین کی صورت میں قیمتوں کا اتار چڑھاؤ دراصل منازعت جھگڑے کا باعث ہے چاہے جائیکہ ادھار کی ادائیگی کے وقت اس سونے اور چاندی کے اصل وزن کو بڑھا کر اور نہ کم کر کے لوٹایا گیا ہو کیونکہ ایسے معاملہ میں سونے چاندی میں قرض کے ماسوا ادھار کا لین دین ہے جو اکثر صرافہ (زرگر) حضرات کے ہاں مارکیٹ میں رائج ہے اور ادھار میں چونکہ مدت کا مقرر کرنا شرط ہے جب کہ قرض میں لین دین سرے سے ہے ہی نہیں اور اس میں مدت کا اطلاق فرضی ہے اس لئے ایسی صورت ادھار(نسیئۃ،Deferred Payment) میں یہ مدت کے اطلاق اور تعین کے اعتبار سے کمی وبیشی کرنے کے مترادف ہے جو کہ بیع نسیئۃ (ادھار بیع) کے تحت ناجائز ہے۔بلکہ بعض مرتبہ صریحاً سود بھی ہو جاتا ہے۔

خلاصہ کلام: فقہ اسلامی میں سونا اور چاندی کے قرض وادھار کے اعتبار سے عرف میں اسکی دو الگ الگ حیثیتیں اور حالتیں مقرر و متعارف ہوئیں، عام لوگ جب سونا اور چاندی میں قرض کا معاملہ کرتے ہیں تو اس میں ان کے عرف کے تحت مدت متعین ہونے کے باوجود اس کا اعتبار نہیں ہو تا فقط وعدہ کی حد تک اس کے وہ پابند ہوتے ہیں اور وعدہ خلافی کی صورت میں وہ عہد توڑنے پر اس گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں لیکن عرف میں وہ قرض ہی ہوتا ہے جو من وعن بغیر کسی کمی وبیشی کے لوٹانا ہوتا ہے جس کی دلیل فقہ اسلامی کی روشنی میں "مالِ مثلی میں قرض کرنا جائز ہے" اس فقہی اصول کی تفصیل سے وضاحت کی جا چکی ہے۔

جبکہ صراف (زرگر، سونارے) جب کسی دوسرے صراف سے سونا یا چاندی کی برکس یا زیور اٹھاتے ہیں جو کہ بیع صرف کہلاتی ہے تو عرف عام کے تحت وہ قرض نہیں ہوتا کیونکہ اس میں حتمی طور پر مدت کا تعین "بیع النسیئۃ" کے تحت بطور ادھار سودا کرتے ہوئے معتبر ہوتا ہے جو کہ بیع کے ضمن میں لین دین شمار ہوتا ہے جب کہ قرض میں کسی قسم کا لین دین نہیں ہوتا، فلہٰذا "اشیاء ستہ ربویہ" کی حدیث "عبادہ بن صامت" کے تحت سونے چاندی کو ادھار پر نہیں بیچا جا سکتا چاہے جائیکہ اس کی واپسی میں کوئی کمی وبیشی نہ کی جائے، اس لئے عرفِ عام کے تحت صرافوں کے مابین سونا چاندی بطور قرض نہیں ہوتا بلکہ بطور ادھار لینا دینا ہوتا ہے جو "ربوا النسیئۃ" کے تحت سود ہے۔

سونے اور چاندی کی قیمت کو ادھار یا قرض کے طور پر دینے میں اشکال کی وضاحت:

خریدار (مشتری) فروخت کنندہ (بائع) سے سامان (عروض) خریدنے کے بعد اس کی قیمت فوری ادا نہ کرے تو وہ قیمت ادھار (نسیئۃ، Deferred Payment) کہلاتی ہے اور عروض کے علاوہ بیع صرف میں ثمن یعنی سونے اور چاندی کی قیمت کو اگر فوری ادا نہ کیا جائے تو وہ قیمت رسید کی شکل میں بدل قرض (ادھار) کہلاتی ہے۔

سونے کے بدلے سونا کمی وبیشی یا بغیر کمی وبیشی ادھار پر بیع کرنا سود ہے جو ربوا النسیئۃ / ربوا الجاہلیہ (Interest in Deferred Payment) کے تحت حرام ہے۔جبکہ اس کی دوسری صورت میں سونے اور چاندی کو خریدنے کے بعد اگر اس کی قیمت کو کرنسی کے نوٹوں میں ادھار کریں تو مال مثلی ہونے کی وجہ سے اس کا حکم بدل قرض (ادھار) کا ہوگا، چنانچہ اس مسئلہ کا حل فقہاءِ امت نے سونے کی قیمت کو نقود (نوٹوں، کرنسی) کی شکل میں متعین کر کے اس کی قیمت کو بحکم ادھار کہ کر اسے متعین وقت پر ادا کرنے کا حکم دیا ہے اور بدل قرض کہ کر سونے چاندی کی اس قیمت کو جو بطور ادھار نوٹوں کی شکل میں مقرر کیا ہے اب ان نوٹوں کی معینہ مقدار میں پھر کمی وبیشی کرنے کو ناجائز کہا ہے۔کیونکہ کاغذی نوٹ بذات خود کوئی حقیقی قدر (Real Value) نہیں رکھتے بلکہ یہ کسی شی کی فقط قوت خرید کو ظاہر کرنے کے لئے مقرر ہیں یعنی اشیاء کی قیمتوں کے متعین کرنے سے نوٹ کی "قدر" (In Value) کا تعین ہوتا ہے جسے زرِ قدر (Value of Money) سے تعبیر کرتے ہیں۔

"" احسن الفتاویٰ" میں ہے کہ آج کل کے مروجہ نوٹ اور سکے جو حکومت کی طرف سے رائج ہیں، جن کے ساتھ لوگ بیع وشرا یعنی لین دین کرتے ہیں، یہ نوٹ نہ سونے، چاندی دونوں کے قائمقام ہیں اور نہ صرف سونے یا صرف چاندی کے حکم میں ہیں، اور نہ ہی سونے چاندی کی رسید ہیں بلکہ یہ نوٹ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

ثمن عرفی کی حیثیت سے مقرر ہیں جو سود کے پائے جانے کی دو علتوں "قدر"(In Value) اور "جنس"(In Kind) سے خالی ہیں، اس لئے ان سے بیع ذہب وفضہ یعنی ان نوٹوں سے سونے چاندی کی خرید وفروخت جائز ہے، تفاضل ونسیئۃ یعنی سونے وچاندی کی قیمت کو نقد سودا کرنے کی صورت میں کم رکھنا اور ادھار سودا کرنے کی صورت میں قیمت کو زیادہ رقم کے ساتھ مقرر کرکے ادھار کرتے ہوئے خرید وفروخت کرنا جائز ہے۔ البتہ ان نوٹوں کا تبادلہ ایک ہی "جنس"(In Kind) کے تحت تبادلہ کی صورت میں کمی وبیشی کرنے سے سود شمار ہوگا یعنی نوٹوں کو نوٹوں کے بدلے کمی وبیشی سے تبادلہ کرنا سود ہے اور فرضیت زکوٰۃ میں یہ سکہ بحکم فضہ یعنی چاندی کے حکم میں ہے۔ کما قالوا فی الفلوس الرائجۃ""۔(24)

خلاصہ کلام: معلوم ہوا کہ مثلاً کوئی شخص سونا اور چاندی کو خریدنا چاہتا ہے اور اس کے پاس رقم نہیں تو یہ رقم بصورت نوٹ بطور رسید سونے یا چاندی کو خریدنے کے بدلہ مقررہ مدت تک واجب الاداء ہو تو یہ بدل قرض مدت کے متعین ہونے کی وجہ سے بحکم ادھار ہوگی جس میں ادھار کی قیمت طے ہونے کے بعد پھر دوبارہ کوئی کمی وبیشی نہ ہوگی اور ایسی صورت میں اس بیع کو بیع صرف بھی نہیں کہیں گے کیونکہ یہ سونے کے بدلے سونے کی بیع نہیں بلکہ ثمن عرفی (پیسوں) کے بدلے ثمن خلقی (اشیاء) کی بیع ہے جو کہ بصورت نوٹ، بطور رسید ادھار کے حکم میں جائز ہے۔ کیونکہ مال مثلی کے علاوہ کسی مشین یا سامان کو بیچنے کے بدلہ جو رقم مقرر کی جائے وہ رقم ادھار کہلاتی ہے اس لئے اشیاء مثلی کی ایسی بیع میں یہ قیمت بطور رسید بدلِ قرض ادھار کہلائے گی۔ فلھٰذا خرید وفروخت میں

سونے اور چاندی کی قیمت کو طے شدہ قیمت کے تحت نوٹوں کی شکل بطور رسید ادھار کرنا جائز ہے۔

بینک یا کسی تجارتی ادارہ سے فرضی طور پر سونا چاندی یا اس کا زیور خریدنے میں سودی اشکال:

بینک سے یا کسی تجارتی ادارہ سے فرضی طور پر سونا چاندی یا اس کا زیور خرید کر کچھ مدت کے بعد اس کی موجودہ قیمت بینک یا ادارہ سے وصول کرنے میں دو طرح کے اشکال پائے جاتے ہیں جن کی دونوں صورتیں ملاحظہ فرمائیں۔

اگر بینک یا کسی تجارتی ادارہ کو آپ کرنسی کی شکل میں رقم فرضی طور پر سونا چاندی خریدنے کی نیت سے دے رہے ہیں تو ایسی خرید وفروخت سونا چاندی کی بیع صرف کہلاتی ہے اور بیع صرف کا حکم یہ ہے کہ ایسی بیع کے شرعاً جائز ہونے کے لیے عوضین یعنی فروخت کردہ سونا چاندی اور اس کی قیمت، دونوں پر مجلسِ عقد میں قبضہ کرنا ضروری ہوتا ہے، کسی ایک جانب سے رقم یا سونا چاندی کو ادھار بیچنا جائز نہیں ہوتا، البتہ رسید کی شکل میں متعین نقدی کو ادھار کے حکم میں لیکر سونا چاندی پر قبضہ کرنا ضروری ہے تب یہ رسید کی رقم بطور ادھار بعد میں لوٹانا جائز ہے، لیکن رسید پر لکھی گئی رقم میں ردوبدل یا تاخیر کی صورت میں مالی جرمانہ عائد کرنا عند الشرع جائز نہیں۔ جبکہ بینک یا ادارہ چونکہ اس رقم کے بدلے سونا چاندی خریدنے والے کو دینے کی بجائے اپنے ریکارڈ میں اس سونا چاندی کے وزن کو لکھ لیتے ہیں اور پھر کچھ مدت بعد اس کی موجودہ قیمت کو لوٹاتے ہیں اگرچہ اس لوٹانے میں کمی وبیشی کا احتمال ہے لیکن بیع صرف کے حکم کے مطابق شروع بیع میں عوضین پر قبضہ ثابت نہیں اس لئے یہ بیع جائز نہیں۔

البتہ دوسری صورت میں بینک یا کسی تجارتی ادارہ کو آپ کرنسی کی شکل میں رقم فرضی طور پر سونا چاندی خریدنے کی نیت سے دے رہے ہیں اگر تو سونا چاندی پر اس خرید وفروخت میں باقاعدہ قبضہ کرلینے کے بعد پھر دوسری خرید وفروخت میں بینک یا کسی تجارتی ادارہ سے اس سونا یا چاندی کی رقم کو کم یا زیادہ قیمت پر سودا طے کیا جائے تو بعض علماء کے نزدیک اگرچہ سود تو نہیں لیکن

حیلہ سود کی وجہ سے ایسا کرنا ناجائز ہے۔ حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

"فالحيل التي تقدّم إبطالها وذمّها والنّهي عنها ما هدم أصلاً شرعياً وناقض مصلحةً شرعيةً"۔(25)

دو مختلف ملکوں کی کرنسیوں کے مابین فوری تبادلہ کی شرط:

"اسلام اور جدید معیشت وتجارت" کے حوالہ سے تفصیل پر مبنی عبارات کی تلخیص ملاحظہ فرمائیں۔

""سونا اور چاندی اور آج کل کے مروجہ کرنسی کے نوٹوں کے متعلق علماء پاک وہند اور عرب علماء کی آراء مختلف جہات سے مختلف نظریات رکھتی ہیں لیکن ان تمام آراء کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ بات شرعاً ثابت ہے کہ سونا چاندی دونوں آلہ تبادلہ نہیں جو زمانے کے تغیرات سے اپنا حکم تبدیل کرلیں بلکہ یہ دونوں ثمن حقیقی (ثمن خلقی) اور ثمن شرعی ہیں جس کا حکم تا قیامت یہی رہے گا۔ جب کہ نوٹ اعتباری ثمن (ثمن عرفی) ہیں، لہٰذا نوٹوں کو سونے، چاندی

Vol. 5 No.4 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

کے قائم مقام قرار دینا بھی صحیح نہیں جو ماضی بعید میں سونے کی مقدار پر نوٹ جاری کئے جاتے تھے اب ایسا نہیں رہا، اور یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ سونے ،چاندی کی ثمنیت ختم ہوچکی ہے۔

صحیح نقطہ یہ ہے کہ کسی زمانے میں نوٹ رسید کا ہونا درست تھا کیونکہ ان کے پیچھے سونا ہوتا تھا اب کرنسی کے مروجہ نوٹ اور سکے رسید نہیں کیونکہ اب ان نوٹوں کے پیچھے سونا نہیں بلکہ خود نوٹوں کو ثمن قرار دیا گیا ہے اب یہ خود مال ہیں لیکن سونے چاندی کی طرح ثمن حقیقی نہیں بلکہ ثمن عرفی ہیں، ان کا حکم وہی ہوگا جو فلوس کا ہوتا ہے، لہٰذا ان کو اب رسید کہنا مشکل ہے اس لئے ان نوٹوں کے دینے سے زکوۃ ادا ہو جاتی ہے، اور ان کا آپس میں تبادلہ بیع صَرف کے حکم میں نہیں ہوگا، بعینہ بینک چیک کا حکم بھی زکوۃ میں یہی نوٹوں کے قائمقام ہے لیکن ان کے آپس کے تبادلہ میں کمی وبیشی کرنا سود ہے کیونکہ ایک ہی "جنس" (In Kind) یعنی ایک ہی ملک کی کرنسی کے غیر متعین آپس کے تبادلہ میں دونوں کی حیثیت قطعاً مساوی ہے فلھٰذا ایک ہی "جنس" (In Kind) اور ایک ہی ملک کے کرنسی کے نوٹ کی ویلیو اور ریٹ اسی ملک کی کرنسی کے دوسرے نوٹ کی ویلیو اور ریٹ کے مقابلہ میں مساوی ویلیو اور مساوی ریٹ ہونے کی وجہ سے ایک جنس شمار ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان نوٹوں کے تبادلہ کا وصف جودۃ (نیا ہونا) ایک دوسرے کے مقابلہ میں آہی نہیں سکتا اس لئے وصف جودۃ ہدر (بیکار) ہے لہٰذا سو نوٹ کے بدلے میں نوے نوٹ کا تبادلہ اور زیادتی بغیر کسی عوض کے زیادتی شمار ہوگی، اور اسی کو ربوا (سود) کہتے ہیں۔

البتہ دو مختلف ملکوں کی کرنسی کا تبادلہ کمی وبیشی سے شرعاً جائز ہے کیونکہ دونوں ملکوں کی کرنسی ریٹ اور ویلیو کے متعین ہونے کی وجہ سے ان کی قیمتوں کے درمیان قوت خرید یعنی ریٹ اور ویلیو میں فرق ہونے کی وجہ سے مختلف الجنس (In Different Kind) ہیں اور یہ تبادلہ زیادتی عن العوض ہے۔ لہٰذا ایک سعودی ریال کے مالیت کے نوٹ کے عوض تیس روپے پاکستانی کرنسی کی مالیت کے نوٹ کا تبادلہ کرنا جائز ہے لیکن احد البدلین پر قبضہ شرط ہے یعنی ایک دوسرے کی کرنسی کے تبادلہ کے وقت فوری قبضہ شرط ہے لیکن آج کل کے فارن ایکسچینج میں باقاعدہ لکھت پڑت ہو جاتی ہے اور انٹرنیٹ کے ذریعے فوراً اطلاع پیشگی معلوم ہو جاتی ہے تو اس فوری معاملہ کی اطلاع کو قائم مقام احد البدلین شمار کیا جاسکتا ہے جو فوری قبضہ کے قائمقام ہے""۔(26)

کاروباری اور ذاتی قرض کے سود میں کوئی فرق نہیں:

بعض مادہ پرست لوگ سود کے جواز میں قرآنی آیت "ولا تاکلو الربا اضعافاً مضاعفہ" سے غلط استدلال کرتے ہوئے بطور تاویل یوں دلیل پیش کرتے ہیں کہ ذاتی قرض اور تجارت میں کاروبار کی غرض سے قرض لینے میں سود کا حکم مختلف ہے، یعنی ان کے نزدیک ذاتی قرض میں سود لینا حرام ہے مگر تجارت کی غرض سے کاروبار کے لئے قرض میں سود لینے اور دینے کی ممانعت اس آیت سے ثابت نہیں۔ اور مزید یہ کہ ان کے نزدیک وہ سود حرام ہے جو سود پر سود مقرر کیا جائے اور وہ سنگل سود کو تجارت میں کاروبار کا منافع قرار دیتے ہیں۔ ان ساری تاویلات کا سرے سے قرآنی آیات سے دور تک کا واسطہ ثابت نہیں اور ان کا آیت کے عموم کو خصوص کی شرط سے متعلق کرنا کہیں ثابت نہیں۔ چونکہ قرآن میں سود کی مطلقاً حرمت کا ذکر ہے یعنی قرآن میں اللہ تعالیٰ نے کسی شرط کا ذکر کئے بغیر سود کی مطلقاً حرمت کا ذکر کیا ہے اور قرونِ خیر کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لیکر آج تک کسی بھی مشہور مفسر یا محدث نے ان آیات یا حدیث سے ان آیات کے مطلقاً عمومی حکم میں کسی مخصوص شرط کا ذکر نہیں کیا تو فلھٰذا عمومی آیت میں اس تخصیصی حکم کو شرط سے پیش کرنے والوں کے لئے لازماً قرآن وسنت سے واضح دلیل لانی ہوگی جسے وہ آج تک کسی واضح دلیل سے بھی ثابت نہیں کر سکے، نیز قرآن میں سود کی عمومی حرمت کے وقت ذاتی اور تجارتی دونوں غرض سے قرض سود پر لئے اور دیئے جاتے تھے، اسی طرح ایک مرتبہ کا سود یا سود پر سود دونوں رائج تھے۔ حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

سورہ بقرہ کی آیت نمبر 87 کی تفسیر میں امام ضحاک لکھتے ہیں، یہ وہ سود تھا، جس کے ساتھ ایّام جاہلیت میں لوگ خرید و فروخت کرتے تھے، حضرت قتادہؒ بھی اس آیت کی تفسیر تجارتی سود سے ہی کرتے ہیں۔(27)

امام سدیؒ کے مطابقیہ آیت حضرت عباس بن عبد المطلب اور بنی مغیرہ کے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ان دونوں نے باہم شریک ہو کر لوگوں کو سودی قرض پر مال دے رکھا تھا۔ جب اسلام آیا تو دونوں کا بڑا سرمایہ سود میں لگا ہوا تھا۔(28)

خلاصہ کلام: معلوم ہوا ذاتی اغراض کی خاطر قرض لینے اور تجارت میں کاروبار کی غرض سے قرض لینے میں سود کے حکم میں کوئی فرق نہیں یعنی ذاتی قرض لینے میں جیسے سود کا لینا دینا حرام ہے بعینہ تجارت کی غرض سے کاروبار کے لئے قرض میں سود کا لینا دینا بھی حرام ہے۔

Vol. 5 No.4 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

جدید مشینی کپڑوں اور قدیم کھڈی کے کپڑوں کے قرض میں فقہی شبہ کا ازالہ:

موجودہ دور میں کیونکہ کپڑوں کی صناعت (کاریگری) جدید طریقہ مشین سے کی جاتی ہے کہ جس میں مختلف کپڑے کے تھانوں میں ایک کو الٹی اور ایک ہی قسم کا کپڑا بنانا مشکل نہیں تو لہٰذا ان مشینی کپڑوں کے تبادلہ میں اگر صفت اور جنس کپڑے کی ایک ہو تو وہ عددی متقارب کے حکم میں ہوں گے چنانچہ ان میں نقداً کمی و بیشی کے ساتھ بغیر ادھار کے معاملہ کرنا فقہ کے اس اصول کے تحت جائز ہے۔"مؤطا امام مالک" کی روایت سے حدیث کا حوالہ ملاحظہ فرمائیں جس کی روشنی میں یہ مسئلہ اخذ کیا گیا ہے۔

" قال مالک ولا یصلح حتی یختلف فیبین اختلافہ فإذا أشبہ بعض ذلک بعضا وإن اختلفت أسماؤہ

فلا یأخذ منہ اثنین بواحد إلی أجل وذلک أن یأخذ الثوبین من الھروي بالثوب من المروي أو القوھي إلی أجل أو یأخذ الثوبین من الفرقبي بالثوب من الشطوي فإذا کانت ھذہ الأجناس علی ھذہ الصفۃ فلا یشتری منھا اثنان بواحد إلی أجل قال مالک ولا بأس أن تبیع ما اشتریت منھا قبل أن تستوفیہ من غیر صاحبہ الذي اشتریتہ منہ إذا انتقدت ثمنہ"(29)۔

ترجمہ و مفہوم: امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ جن کپڑوں میں کھلم کھلا فرق ہے ان میں سے ایک کو دو یا تین کے بدلے میں بیع کرنا نقدا نقد یا میعاد (آدھار) پر دینا درست ہے اور جب ایک کپڑا دوسرے کپڑے کے مشابہ ہو اگر نام جدا جدا ہوں تو کمی بیشی درست ہے مگر ادھار درست نہیں۔امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ جس کپڑے کو خریدا گیا اس کپڑے کا قبضہ کرنے سے پہلے کسی اور کے ہاتھ پر اسے پہلے بائع (بیچنے والے) کے سوا بیچنا درست ہے۔ جب کہ اس کی قیمت نقد پہلے بائع کو دے دے۔

خلاصہ کلام: مشینی کپڑوں کے تبادلہ میں اگر صفت اور جنس کپڑے کی ایک ہو تو وہ عددی متقارب کے حکم میں ہوں گے چنانچہ ان میں نقداً کمی و بیشی کے ساتھ بغیر ادھار کے معاملہ کرنا فقہ کے اس اصول کے تحت جائز ہے۔

ادھار اور نقد قیمتوں میں کمی و بیشی کرنے پر سودی اشکال اور اس کی وضاحت:

جمہور فقہاء کے نزدیک جو چیز ادھار پر بیچی جائے اس کی قیمت کو نقد سودا کے مقابلہ میں بڑھایا جا سکتا ہے جس کی دلیل ابن قدامہ حنبلیؒ "المغنی" کے تفصیلی حوالہ سے ملاحظہ فرمائیں۔

"وَقَدْ رُوِيَ عَنْ طَاوُسٍ وَالْحَكَمِ وَحَمَّادٍ أَنَّهُمْ قَالُوا لَا بَأْسَ أَنْ يَقُولَ أَبِيعُكَ بِالنَّقْدِ بِكَذَا وَبِالنَّسِيئَةِ بِكَذَا۔۔۔۔۔۔۔۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَحْمَدَ فِي مَنْ قَالَ وَإِنْ خِطْتَهُ الْيَوْمَ فَلَكَ دِرْهَمٌ وَإِنْ خِطْتَهُ غَدًا فَلَكَ نِصْفُ دِرْهَمٍ أَنَّهُ يَصِحُّ فَيَحْتَمِلُ أَنْ يُلْحَقَ بِهِ هَذَا الْبَيْعُ فَيُخَرَّجُ وَجْهًا فِي الصِّحَّةِ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔الخ"۔(30)

امام ابو حنیفہؒ سے بھی "مجموعہ الفتاوی" سے یہی قول تائیداً نقل کیا گیا ہے۔

عبارت بالا کے ترجمہ و مفہوم سے معلوم ہوا جہاں نقد قیمت سے سودا کرنا مباح اور جائز ہے وہاں ادھار قیمت کے ساتھ بھی مباح اور جائز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ ادھار کے اس معاملہ میں عوضین بیع یعنی سودا کرنے میں دونوں طرف کی اشیاء مختلف الجنس (In Different Kind) ہوں اور کیلی و وزنی یعنی ناپنے اور تولنے میں بھی مختلف القدر (Different Value) ہوں۔ کیونکہ عوضین کے ہم جنس یا دونوں کے کیلی یا دونوں کے وزنی ہونے کی صورت میں ایسا ادھار، ربوا النسیئہ / ربوا الجاہلیہ (Interest in Deferred Payment) کے تحت حرام ہو جاتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی کمپنی یا بینک کسی شخص کو فقط روپیہ بطور قرض دیکر پھر کوئی مشین یا غیر ہم جنس چیز جو کیلی یا وزنی نہ ہوں بحیثیت کفیل خرید کر دے اور پھر ان روپوں کی واپسی کو بڑھا کر بطور چار جز یا جرمانہ یا پر سینٹیج اس کی قیمت کی ادائیگی کو مقرر کرے تو یہ حیلہ سود ہے اور اسی کو ربوٰ بالقرض (قرض کا سود) کہتے ہیں۔ البتہ اگر بینک فقط اسی مشین یا غیر ہم جنس چیزوں کو بطور ادھار مشتری (خریدار) کے حوالے کرے اور اسکی مارکیٹ ریٹس پر اس کی قیمت کو اضافہ کے ساتھ بیک وقت طے شدہ قیمت کی مقرر شدہ قسطوں کے ساتھ بیچے تو جائز ہے بشرطیکہ ان بیک وقت طے شدہ قسطوں کے مقرر کرنے کے بعد قسطوں کی عدم ادائیگی کی صورت میں مزید اس شی کی قیمت کو بڑھاتے ہوئے اس کی اقساط میں اضافہ نہ کرے اور نہ جرمانہ مقرر کرے۔

نقد و ادھار قیمتوں میں فرق صرف لفظوں کا ہیر پھیر نہیں بلکہ اصول فقہ پر مبنی ہے:

نقد وادھار کی اس قسم کی خرید وفروخت کو جو حضرات صرف زبان کا ہیر پھیر سمجھتے ہیں اور "جنس"(In Kind) کے اس اختلاف اور نقدی کے قرض میں فرق نہیں سمجھتے تو انہیں فقط اتنی عرض ہے کہ ہم شریعت کے مکلف ہیں اپنی ذہنی اور عقلی دلیل کے پابند نہیں اور اس پر فقہی اصولوں کی روشنی میں ائمہ وفقہاء کا کوئی اختلاف نہیں اور اس قسم کی بیوع آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سنہری دور کی معاشی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ قرض اور ادھا اور نقدی کے مذکورہ بالا اس تحقیقی جائزہ کے متعلق حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔ "البحر الرائق" میں ہے۔

"فِي شَرْحِ الْمَجْمَعِ وَفِي الْخَانِيَّةِ وَالتَّجْنِيسِ رَجُلٌ قالَ لِآخَرَ بِعْتُ مِنْكَ هذا الثَّوْبَ بِعَشَرَةٍ على أَنْ تُعْطِيَنِي كُلَّ يَوْمٍ دِرْهَمًا وَكُلَّ يَوْمٍ دِرْهَمَيْنِ يُعْطِيهِ عَشَرَةً فِي سِتَّةِ أَيَّام----"-(31)

"بدائع الصنائع" میں ہے۔

"لا مساواۃ بین النقد والنسیئۃ لان العین خیر من الدین والمعجل اکثر قیمۃ من المؤجل"۔(32)

ترجمہ ومفہوم: نقد اور ادھار کے درمیان برابری نہیں ہو سکتی کیونکہ نقد سودا، ادھار سودے سے بحیثیت حصولِ منافع زیادہ سود مند ہے اور ادھار قیمت میں اضافہ نقد کی قیمت کے زیادہ منافع آور ہونے کی وجہ ہے۔

خلاصہ کلام: معلوم ہوا کسی چیز کا نقد اور ادھار بیچنے کی صورت میں ان کے درمیان قیمتوں کے درمیان تفاوت یعنی فرق کرنے کو فقہاء نے جائز قرار دیا ہے۔

ہنڈی (سفتجہ) کے کاروبار میں قرض سے کٹوتی:

"مضاربت اور بلا سود بینکاری" میں ڈاکٹر عبد الحقؒ نے "سفتجہ" کی فقہی تعریف یوں کی ہے۔

سفتجہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ جس کے ذریعہ انسان راستہ میں اپنے مال کی حفاظت کرتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کو کچھ مال دیتا ہے اور دوسرا شخص اسے ایک رسید اپنے وکیل کے نام لکھ کر دیتا ہے جو کہ دور سے شہر میں ہے جہاں یہ پہلا شخص جا رہا ہے۔ پہلا شخص یہ رسید دوسرے شہر لے کر جاتا ہے اور دوسرے شخص کے وکیل کو دے دیتا ہے اور وکیل اس رسید میں لکھی ہوئی رقم پہلے شخص کے حوالہ کر دیتا ہے۔ اس طرح پہلے شخص کو اپنی رقم بحفاظت مل جاتی ہے۔ آج کل یہ معاملہ بینکوں میں رائج ہے (جس کا تفصیلی ذکر مختلف الجنس کرنسیوں کے تبادلہ کے عنوان میں دیا جا چکا ہے)۔ بعض لوگ اس پر کمیشن لیتے ہیں جسے ہنڈی کا معاملہ کہتے ہیں اور اس کی ایک صورت سفری چیک کی بھی ہے۔(33)

چنانچہ آج کل ہنڈی کے کاروبار میں قرض کی ادائیگی کا طریقہ کچھ یوں رواج پا چکا ہے ترسیل زر کی اس تمویلی صورت میں اگر کوئی شخص کسی سے تین ماہ بعد رقم اداء کرنے کے وعدہ پر مال خریدتا ہے اور خریدنے والا مشتری، فروخت کنندہ بائع کو ایک دستاویز ہنڈی کی شکل میں بنا کر دیتا ہے اور بائع کسی کنوینشنل بنک سے وہ ہنڈی کی دستاویز داخل کرا کر رقم بطور قرض وصول کرتا ہے لیکن یہ رقم چونکہ تین ماہ کی مدت کے بعد بائع کو موصول ہونی ہوتی ہے اس لئے وہ پہلے بنک سے یہ رقم وصول کرتا ہے اور بنک اس پیشگی جلد ادائیگی پر کچھ حصہ کی رقم اس بائع کو بطور حبس کم کر کے دیتا ہے یا بعینہ ہنڈی کی رقم کی ترسیل کرتے وقت جو رقم بطور قرض ہوتی ہے اگرچہ ترسیل رقم کے وقت اس رقم کو بطور قرض بتایا نہیں جاتا مگر فقہ کے اصول کے مطابق مال مثل کی پیشگی محفوظ واپسی دراصل قرض کے حکم میں اس رقم کو داخل کرتی ہے جیسے بینک میں کلائنٹ کی رقم بطور قرض محفوظ ہوتی ہے اور وہ کسی ناگہانی آفت سے جیسے امانت کی ضمانت نہیں اس طرح نہیں بلکہ بینک اس کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوتا ہے اور وہ رقم کلائنٹ کی قرض کے حکم کے مطابق ضائع نہیں ہوتی جس کی وضاحت پچھلے صفحات میں مالِ مثل کی اشکالی توجیحات میں دی جا چکی ہے جب یہ رقم قانونی یا غیر قانونی کسی ایک شہر سے دوسرے شہر یا ایک ملک سے دوسرے ملک ٹرانسفر کی جاتی ہے تو "مِتی" کے نام سے کلائنٹ کچھ زائد رقم ادا کرتا ہے یا بھیجی گئی رقم سے کچھ کم کر کے بطور سروس چارجز کاٹ لیے جاتے ہیں۔

ان مذکورہ بالا دونوں صورتوں کے درمیان فقہی فرق اور اشکال یہ ہے کہ بینک ہنڈی کے جس کاروبار میں فروخت شدہ مال کی رقم جو تین ماہ بعد بائع کو ملنی تھی وہ بائع (فروخت کنندہ) کے مطالبہ پر پیشگی وہی رقم مشتری کی طرف سے جب بائع کو بطور قرض دیتا ہے تو اس اصل رقم سے کچھ حصہ کٹوتی کر کے بائع کو دیتا ہے جو کہ قیمت کی جلد ادائیگی کی خاطر پیسے کم کرنے کے لئے شرط کا درجہ قرار دیا گیا ہے یعنی قیمت کو جلدی دینے کی صورت میں مدت کے عوض کم کیا گیا ہے جو قرض کے مال میں مدت کا عوض ہے اور دراصل پیشگی سود لیکر اصل رقم کو کم کرنے کے مترادف ہے اور اہل علم کے نزدیک راجح یہی ہے کہ یہ صورت ناجائز ہے۔

Vol. 5 No.4 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

اس لئے جواز کی صورت اختیار کرنے کے لئے بائع (فروخت کنندہ) کو چاہیئے کہ پہلے وہ خود رقم کو کم کرنے کی پیشکش کرے اور پھر خریدار اس میں از خود قیمت کم کر دے تو یہ افہام و تفہیم کی رضاکارانہ صورت سمجھی جائے گی جو کہ پھر بیع میں جائز ہے ورنہ بینک کی طرف سے یہ معاملہ مدت کے عوض قیمت کم کرنے کا ہے جو ناجائز ہے۔

چنانچہ اس پہلی صورت کے متعلق حدیث دارمی میں ایسے سود کو قرض کی رقم پر پھر قرض کا سود کہتے ہیں اور فقہ اسلامی کی روشنی میں اس صورت کو "ضع و تعجل" کہا گیا ہے۔

درج بالا دونوں صورتوں کا حوالہ شمس الأئمة السرخسي کی کتاب "المبسوط" میں احادیث سے ملاحظہ فرمائیں۔

"والذي روي أن النبي ﷺ «لما أجلى بني النضير فقالوا إن لنا ديونا على الناس فقال ﷺ ضعوا وتعجلوا» فتأويل ذلک ضعوا وتعجلوا من غير شرط أو كان ذلک قبل نزول حرمة الربا،"-(34)

"وَاسْتَدَلَّ عَلَيْهِ بِحَدِيثِ «بَنِي النَّضِيرِ حِينَ أَجْلَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ -، وَقَالُوا: إنَّ لَنَا دُيُونًا عَلَى النَّاسِ لَمْ تَحِلَّ بَعْدُ، فَقَالَ: ضَعُوا وَتَعَجَّلُوا» . وَإِنَّمَا جَوَّزَ ذَلِكَ؛..........الخ ".(35)

"اختلاف الفقهاء" میں محمد بن جرير، أبو جعفر الطبري لکھتے ہیں۔

"و قال الشافعي مثل قول مالک وعلته أن النبي صلي الله عليه وسلم "نهى عن الكالىء بالكالىء"
وهو شراء الدين بالدين ولا يجوز أن ينتقض في بعض ويجوز في بعض لأن الصفقة وقعت على
المشتري كله فلا يجوز أن تبطل في بعض وتجوز في بعض.(36)

تمویل کی دوسری صورت میں ھنڈی سے ترسیل رقم کی پھر دو صورتیں بنتی ہیں۔

ترسیل زر کی پہلی قسم میں جب دو مختلف ملکی کرنسیوں کے تبادلہ میں کمی و بیشی کی جائے تو یہ صورت "مختلف جنس" (In Different Kind) کے آپس میں تبادلہ کی بیع کہلائے گی جس میں کمی و بیشی کرنا جائز ہے لیکن پیسوں کے تاخیر سے پہنچنے اور فوری پیمنٹ موصول نہ ہونے کی صورت میں باقاعدہ کرنسی ریٹ کو اسی دن طے کر لینے کے بعد لکھ دیا جاتا ہے اور اس کی خبر وصول کرنے والے تک پہنچادی جاتی ہے اور پھر اس میں کوئی ردوبدل نہیں کیا جاتا تو ایسی تاخیر سے وصولی اور موصولی میں مدت پر معاوضہ کے حصول و وصول کا کوئی احتمال نہیں فلہذا اس میں کوئی حرج نہیں جو بدل قرض (عرفی قرض، ادھار.Custom Loan) کی صورت میں تاخیر سے پیمنٹ کا ملنا جائز ہے چنانچہ قانونی اور حکومتی سطح پر منظور شدہ ایسی سرکاری اور پرائیویٹ کمپنیوں مثلاً فارن ایکسچینج اداروں سے منی ٹرانسفرنگ پراسس (ترسیل زر کا عمل) جائز ہے البتہ غیر قانونی طور پر ایسی رقموں کا ہنڈی کے ذریعے ترسیل زر کرنا قانون شکنی کے تحت جرم ہے اور اسلام قانون شکنی کی ہرگزاً اجازت نہیں دیتا۔

ترسیل زر کی دوسری قسم ایک ہی ملک کی کرنسی کی ترسیل ہے جس میں کمی و بیشی کرنا تو کسی صورت میں جائز نہیں البتہ سروس مہیا کرنے کے چارجز لاگو کرنا جائز ہے جو "کل قرض جر منفعة فھو ربا" کے تحت سود نہیں۔ کیونکہ اس صورت میں رقم پہنچانے کی اجرت کسی صورت میں قرض سے نفع اٹھانے کے حکم میں نہیں آتی کیونکہ رقم پہنچانے والے اس پیسہ کو فوری پہنچاتے ہیں جو بینک کی طرف سے مال کی خرید و فروخت کی رقم کے ترسیل زر میں اس کی قیمت کو کم کرنے اور مطلقاً رقم کے ترسیل زر پر حفاظت کے ضمن میں آنے والے اخراجات کو بطور اجرت مقرر کرنے میں ہنڈی کرنے سے مختلف معاملہ ہے۔

فلھٰذا ترسیل رقم کے سلسلے میں آنے والے اخراجات کی مد میں اجرت (سروس چارجز) کا اضافی رقم کی صورت میں مقرر کرنا سود نہیں کیونکہ اس میں اس رقم کے ترسیل کرنے میں کوئی مال کی خرید و فروخت نہیں فقط ترسیل زر پر جو راستہ کا خرچ و حفاظت ہے اس کی اجرت ہے۔ چنانچہ یہ اضافی رقم کا حصول بطور اجر تاس مال کی ترسیل کے لئے امانت کے حکم میں ہے اور بحفاظت پہنچانے کی پیشگی دعوے کی وجہ سے یہ بھیجی گئی رقم قرض کے حکم میں بطور تاوان مقرر ہے۔ مختصراً یہ رقم کسی سامان یا زر کو فقط پہنچانے کی اجرت کے حکم میں ایک تجارتی معاملہ ہے جو عقلاً اور نقلاً اجارہ کے تحت قابل قبول عمل ہے۔ البتہ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

اس ترسیل زر پر سروس چارجز (اجرت) اس قدر زیادہ مقرر نہ کی جائے کہ لوگوں کی امانات پر اس کا برا اثر پڑے اور تمویلی ادارے قرض دینا کم کر دیں یا اپنے وسائل کے لئے مرکزی بینک کے دست نگر ہو جائیں۔

خلاصہ کلام: معلوم ہوا اقساط کی عدم ادائیگی کی صورت میں جو مالی جرمانہ عائد کیا جاتا ہے شرعاً اس کی حیثیت سود کی ہے اس لئے بغیر جرمانہ اور اقساط کی جوطے شدہ رقم مقرر کر دی گئی ہے اس میں کسی قسم کا اضافہ کئے بغیر اقساط کی وصولی کا اہتمام کیا جائے اور عدم ادائیگی اقساط کی صورت میں اصل شی کو ضبط کرنے کا معاہدہ طے کیا جائے ورنہ بصورت دیگر اشیاء کی سیفٹی کی صورت میں اسلام کے ضمانت اور رہن (Pledge) کے شرعی طریقہ کو بروئے کار لایا جائے۔

حواشی وحوالہ جات:

(1) (ابن القاضي الفاروقي، الحنفي التهانوي، محمد بن علي، موسوعه كشاف اصطلاحات الفنون:۱/۷۸ امكتبة لبنان ناشرون–بيروت، الطبعة: الأولى– 1996م.)

(2) (سليم رستم بازاللبناني، شرح المجلہ: ص۱۲٦، المطبعۃالادیبیہ، بیروت، 1923ء)

(3) (أحمد بن محمد بن علي المقري الفيومي, المصباح المنير في غريب الشرح الكبير للرافعي: 1/205، الناشر: المكتبة العلمية، بيروت، عدد الأجزاء: 2)

(4) (الراغب الأصفهاني، الحسين بن محمد بن المفضل، أبو القاسم، مفردات ألفاظ القرآن، باب القاف: 2/235، دار النشر/ دار القلم. دمشق)

(5) (صمدانی، اعجاز احمد، ڈاکٹر مولانا، غرر کی صورتیں (kinds of uncertainty): ۲۱۷-۲۱۸، صاحب-ادارہ المعارف کراچی)

(6) (القرآن، بقرہ: 2/282)

(7) (خالد سیف اللہ رحمانی، مولانا، قاموس الفقہ: ۳/۴۴۵، زمزم پبلشرز، نزد مقدس مسجد اردو بازار، کراچی)

(8) (علاؤالدین کاسانی، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع: فصل فی حکم الاجارۃ، ۴/۲۰۲، سعید کمپنی ادب منزل کراچی، 1986ء)

(9) (بنائی، سلیم رستم باز، شرح المجلہ: ص۱۲٦، بیروت المطبعۃالادبیۃ 1923ء)

(10) (حجر العسقلاني، أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن (المتوفى: 852هـ)، المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية: 7/362، حديث نمبر 1440، بَابُ الزَّجْرِ عَنِ الْقَرْضِ إِذَا جَرَّ مَنْفَعَةً، المحقق: رسالة علمية قدمت لجامعة الإمام محمد بن سعود، تنسيق: د. سعد بن ناصر بن عبد العزيز الشثري، دار العاصمة، دار الغيث–السعودية، الطبعة: الأولى، 1419هـ- عدد الأجزاء: 19)

(11) (گوہر الرحمان، مولانا، حرمت سود اشکالات کا علمی جائزہ: 15، قومی پریس مکتبہ معارف اسلامی منصورہ ملتان روڈ لاہور، طبع جنوری 1993ء، تلخیص

(12) (خالد سیف اللہ رحمانی، مولانا، قاموس الفقہ: ۳/۵۰٦، زمزم پبلشرز، نزد مقدس مسجد اردو بازار، کراچی۔ تلخیصی حاشیہ)

(13) (مسلم بن الحجاج، أبو الحسن القشيری، النيسابوری (المتوفى: 261ه)، صحیح المسلم، المسند الصحيح المختصر من السنن بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقدا: 3/1211، دار إحياء التراث العربي–بيروت

(14) (مجموعة من المؤلفين، موسوعه فقه المعاملات، المصدر: موقع الإسلام http://moamlat.alislam.com.) و (شائق، احسان اللہ، مفتی، فقہ المعاملات یعنی جدید معاملات کے شرعی احکام: ج۱/۱۸۴، ناشر: دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی، طبع فروری 2007ء)

(15) (مجموعة من المؤلفين، موسوعه فقه المعاملات، المصدر: موقع الإسلام http://moamlat.alislam.com.) و (شائق، احسان اللہ، مفتی، فقہ المعاملات یعنی جدید معاملات کے شرعی احکام: ج۱/۱۸۴، ناشر: دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی، طبع فروری 2007ء)

(16) (ابن عابدين، محمد أمين بن عمر الدمشقي الحنفي (المتوفى: 1252ھ)، رد المحتار على الدر المختار: 5/162، فَصْلٌ فِي الْقَرْضِ، دار الفكر-بيروت، الطبعة: الثانية، 1412ھ، 1992م) و (الدر المختار للحصكفي شرح تنوير الأبصار للتمرتاشي)

(17) (سورۃ البقرۃ: 2/236)

(18) (سورۃ النساء: 4/6)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

([19]) (ابن عابدین، محمد أمین بن عمر الدمشقی الحنفی (المتوفی:1252ھ)، ردالمحتار:18/391، باب مطلب فی بیع الثمر، مصدر الکتاب: موقع الإسلام http://www.al-islam.com [الکتاب مشکول ومرقم آلیا غیر موافق للمطبوع])

([20]) (للزرقا، الشیخ أحمد بن الشیخ محمد، (المتوفی1357ھ) شرح القواعد الفقهیة:1/133، باب القاعدة الثانیة والأربعون (المادة43)، عدد الأجزاء/1/ دار القلم الکتاب موافق للمطبوع)

([21]) (شاہ ولی اللہ، الإمام أحمد، حجۃ اللہ البالغہ:1/360، تحقیق سید سابق دار الکتب الحدیثۃ، مکتبۃ المثنی، القاہرۃ)

([22]) (ساجد الرحمان، ڈاکٹر، صدیقی، اسلامی فقہ کے اصول ومبادی:183، https://kitabosunnat.com/kutub-library/islami-fiqah-k-usool-w-mubadi)

([23]) (عبد الرحمان السعدیؒ، منظومة القواعد الفقهیة: ج1 ص96، المصدر: موقع مکتبة مشکاة الإسلامیة، مکتبہ شاملہ (1307 - 1376ھ))

([24]) (رشید احمد، مفتی، احسن الفتاویٰ:6/519، ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک، کراچی 1398ھ، تسہیل وتلخیص)

([25]) (الشاطبي الغرناطي، أبو إسحاق، إبراهیم بن موسی بن محمد اللخمي، 790ھ، نسخہ للشاملہ الموافقات للشاطبي:۲/۱۲۴، دار ابن عفان للنشر)

([26]) (تقی عثمانی، محمد، مفتی، اسلام اور جدید معیشت وتجارت: ص104 تا108، اشاعت اول جون 2008ء، پبلشر زادارہ، تلخیص وتسہیل)

([27]) (طبری، ابو جعفر محمد بن جریر الآملی، (المتوفی:310ھ)، تفسیر الطبری، جامع البیان عن تأویل آی القرآن: 3/67ب، التعاون مع مرکز البحوث والدراسات الإسلامیة بدار هجر الدکتور عبد السند حسن یمامة، دار هجر للطباعة والنشر)، (رد المحتار:4/191)، محولہ احسن الفتاوی: ج7، ص172))

([28]) (طبری، ابو جعفر محمد بن جریر الآملی، (المتوفی:310ھ)، تفسیر الطبری، جامع البیان عن تأویل آی القرآن:3/71، 263، التعاون مع مرکز البحوث والدراسات الإسلامیة بدار هجر الدکتور عبد السند حسن یمامة، دار هجر للطباعة والنشر)

([29]) مالک بن أنس (امام)، مؤطا امام مالک:4/949، حدیث نمبر ۲۴۱۹، مؤسسة زاید بن سلطان آل نهیان، الطبعة: الاولی 1425ھ 2004م، مصدر، الکتاب: موقع الإسلام)

([30]) (ابن قدامة المقدسي، أبو محمد موفق الدین عبد الله بن أحمد بن محمد بن قدامة الجماعیلي المقدسي ثم الدمشقي الحنبلي، (المتوفی:620ھ)، المغني لابن قدامة:4/177، باب فَصْلٌ النَّهْيِ عَنْ الْجَمْعِ بَیْنَ عَقْدَیْنِ مُخْتَلِفِي الْقِیمَةِ بِعِوَضٍ، مکتبة القاهرة الطبعة: بدون طبعة، عدد الأجزاء:10، 1388ھ - 1968م)

([31]) (ابن نجیم الحنفي، زین الدین، (سنة الولادة 926ھ/ سنة الوفاة 970ھ)، البحر الرائق شرح کنز الدقائق: 5/302، دار المعرفة، بیروت)

([32]) (کاسانی الحنفی، علاء الدین، أبو بکر بن مسعود بن أحمد، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع :4/407، دار الکتب العلمیة، 1403ھ، بیروت)

([33]) (عبد الحق، ڈاکٹر، مضاربت اور بلا سود بینکاری: ص125، ناشر مکتبہ غفوریہ نزد جامعہ اسلامیہ درویشیہ بلاک بی سندھی مسلم ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی صدر، جی پی او74400، سن اشاعت 1422ھ)

([34]) (السرخسي، شمس الأئمة، محمد بن أحمد بن أبي سهل (المتوفی:483ھ) المبسوط:13/126، دار المعرفة – بیروت الطبعة: بدون طبعة، 1414ھ - 1993م، عدد الأجزاء:30)

([35]) (السرخسي، شمس الأئمة، محمد بن أحمد بن أبي سهل (المتوفی:483ھ)، شرح السیر الکبیر:1/1494، حدیث نمبر 2921، الشرکة الشرقیة للإعلانات، بدون طبعة 1971م، عدد الأجزاء:5)

([36]) (طبری، ابو جعفر، محمد بن جریر الآملی، (المتوفی:310ھ)، اختلاف الفقهاء:1/100، دار الکتب العلمیة، عدد الأجزاء:1)